محمد وسیم اختر مفتی

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ

عبد مناف بن قصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے اور حضرت عبیدہ بن حارث کے تیسرے جد تھے۔ان کے چار بیٹوں میں سے ایک ہاشم آپ کے پڑدادا تھے،آپ کا خاندان انھی کے نام پر بنو ہاشم کہلاتا ہے۔عبد مناف کے ایک بیٹے مطلب حضرت عبیدہ کے دادا اور ان کے پوتے حارث، حضرت عبیدہ کے والد تھے۔حضرت عبیدہ کی ولادت ۵۶۲ء میں ہوئی۔ان کی والدہ بنو ثقیف سے تعلق رکھتی تھیں،سخیلہ بنت خزاعی ان کا نام تھا۔طفیل بن حارث اور حصین بن حارث ان کے سگے بھائی تھے،دونوں ان سے بیس سے زیادہ برس چھوٹے تھے۔ابو حارث یا ابو معاویہ حضرت عبیدہ کی کنیت تھی۔حضرت عبیدہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دس برس بڑے تھے،آپ کے والد کے چچا زاد ہونے کی وجہ سے وہ آپ کے چچا ہوئے۔انھیں قریش کی شاخ بنو عبد مناف کے سردار ہونے کا شرف حاصل تھا۔

شہر مکہ میں ایک یہودی تاجر رہتا تھا۔جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی، وہ قریش کی مجلس میں گیا اور پوچھا: کیا آج رات تمھارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ کسی کو یہ خبر نہ تھی۔اس نے کہا: دھیان سے میری بات سنو،آج کی رات اس آخری امت کے نبی نے جنم لیا ہے۔اس کے کندھوں کے مابین گھوڑے کی ایال کی طرح بالوں کی جھالر ہے۔دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ پہلے دو دن دودھ نہ پیے گا۔مجلس منتشر ہونے کے بعد لوگ گھر گئے تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے، جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا گیا ہے۔ حاضرین محفل یہودی سے دوبارہ ملے اور بچے کے بارے میں بتایا۔وہ خود آپ کے گھر گیا اور سیدہ آمنہ سے بچہ دکھانے کو کہا۔مہر نبوت دیکھی تو بے ہوش ہو گیا۔افاقہ ہوا تو کہا: بخدا، نبوت بنی اسرائیل سے چھن گئی۔خوش ہو جاؤ، قریشیو،

تمھیں ایسا غلبہ حاصل ہوگا جس کی خبر مشرق ومغرب میں پھیل جائے گی۔تب ہشام بن مغیرہ، ولید بن مغیرہ، مسافر بن ابوعمرو، عقبہ بن ربیعہ اور دس سالہ عبیدہ بن حارث سامعین میں شامل تھے (مستدرک حاکم، رقم ۴۱۷۷)۔شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت عبیدہ بن حارث کا شمار اسلام کی طرف سبقت کرنے والے ان جلیل القدر اصحاب رسول میں ہوا جنھیں قرآن مجید نے السابقون الاولون (التوبہ ۹: ۱۰۰) کا نام دیا ہے۔آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر تھے، انھی کی دعوت پر حضرت عثمان نعمت ایمان سے سرفراز ہوئے۔اگلے ہی روز وہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ارقم بن ابوارقم، حضرت عبیدہ بن حارث، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو بھی آپ کی خدمت میں لے گئے۔آپ نے دین حق کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ کیا تو ان سب نے آپ کے دست مبارک پر بیعت ایمان کر لی۔تب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کی غرض سے دار ارقم میں منتقل نہ ہوئے تھے۔بعض روایات میں مخلصین کی اس فہرست میں حضرت عبیدہ کا نام شامل ہونے سے رہ گیا ہے۔السابقون کی گنتی میں حضرت عبیدہ کا نمبر سولھواں ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عبیدہ بن حارث اپنے بھائیوں طفیل بن حارث، حصین بن حارث اور رشتے میں اپنے بھتیجے مسطح بن اثاثہ کے ساتھ مل کر مدینہ ہجرت کے لیے نکلے۔مسطح پیچھے رہ گئے، کیونکہ ان کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔حضرت عبیدہ اور ان کے بھائیوں نے پلٹ کر ان کو ساتھ لیا اور قبا پہنچے۔وہاں یہ چاروں حضرت عبداللہ بن سلمہ عجلانی کے مہمان ہوئے۔ سویبط بن سعد، طلیب بن عمیر اور عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب بھی ان کے ساتھ قیام پذیر ہوئے۔

ہجرت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غرض سے کہ مہاجرین مدینہ کی معاشرت میں گھل مل جائیں، انصار سے ان کی مواخات قائم فرمائی۔مشہور روایت کے مطابق پینتالیس مہاجرین کا پینتالیس انصار سے بھائی چارہ قائم ہوا۔شاذ روایت میں طرفین میں سے ہر ایک کا عدد پچاس بیان کیا گیا ہے۔مواخات میں شامل افراد کو ایک دوسرے کی وراثت کا حق حاصل تھا۔جنگ بدر کے بعد 'وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ'، ''اور رشتۂ رحم رکھنے والے اللہ کے قانون میں ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں'' (الانفال ۸: ۷۵) کا حکم نازل ہوا تو یہ حق منسوخ ہو گیا۔حضرت عمیر بن حمام انصاری حضرت عبیدہ بن حارث کے درمیان انصاری بھائی قرار پائے۔ابن سعد نے حضرت بلال سے بھی ان کا مواخات کا ذکر کیا ہے۔شاید یہ مکہ کا واقعہ ہو۔

مدینہ تشریف آوری کے بعد آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین میں زمین تقسیم کی تو حضرت عبیدہ اور ان کے بھائیوں — طفیل اور حصین — کو وہ قطعہ عطا کیا جو بقیع زبیر اور بنو مازن کے علاقے کے درمیان واقع تھا۔بعد میں

اسے مسجد نبوی میں شامل کرلیا گیا اوراسی مقام پر آپ کا منبر رکھا گیا۔

سریۂ عبیدہ بن حارث: شوال ۱ھ (ربیع الاول: ابن عبدالبر، ان کے سوا سب نے ماہ شوال بتایا ہے) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن حارث کی قیادت میں ساٹھ (یا اسی) مہاجرین کا ایک دستہ ترتیب دیا۔ حضرت عبیدہ کو عہد اسلامی کا پہلا پرچم عنایت کرکے آپ نے بطن رابغ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ سفید علم کو مسطح نے اٹھا رکھا تھا۔ مکہ کی طرف جانے والے راستے پر واقع جحفہ سے دس میل آگے ثنیۃ المرۃ کے زیریں علاقے میں احیا (احبا: بیہقی) نامی جھیل پر اس دستے کی مشرکوں کے دوسو پر مشتمل ایک بڑے جتھے سے مڈبھیڑ ہوئی جس کی سربراہی ابوسفیان بن حرب (ابن سعد) یا عکرمہ بن ابوجہل (ابن اسحاق) یا مکرز بن حفص کے پاس تھی۔ اسلام کی آمد کے بعد یہ پہلا سریہ تھا جس میں جنگ ہوئی نہ تلوار سونتی گئی۔ محض آمنا سامنا ہوا اور سعد بن مالک (ابی وقاص) نے تاریخ اسلامی کا پہلا تیر پھینکا۔ اسی سریہ میں حضرت مقداد بن عمرو (اسود) اور حضرت عتبہ بن غزوان جو حیلہ کرکے کفار کے ساتھ آئے تھے، اپنے مسلمان بھائیوں سے آن ملے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ابن اسحاق کی بیان کردہ اس تفصیل کے برعکس جسے ابن کثیر نے ترجیح دی، واقدی اور ابن سعد کا کہنا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آمد کے بعد تاریخ اسلامی کا پہلا علم سیدنا حمزہ کو عطا کیا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ کے سریے ایک ساتھ روانہ کیے گئے تھے، اس لیے اس باب میں اہل تاریخ میں اختلاف رونما ہو گیا۔ ابن حجر نے دونوں روایتوں میں یوں تطبیق کی: پرچم کے لیے عربی میں دولفظ 'رأیۃ' اور 'لواء' آتے ہیں۔ حضرت عبیدہ کے لیے 'رأیۃ' اور حضرت حمزہ کے لیے 'لواء' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ممکن ہے، دونوں کی اولیت اس خاص نام کے حوالے سے درست ہو۔

جمادی الثانی ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی تجارتی سرگرمیوں کی خبر لینے کے لیے نو مہاجرین کا ایک سریہ روانہ فرمایا۔ ابن ابی حاتم کی روایت ہے کہ پہلے آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح یا حضرت عبیدہ بن حارث کا تقرر کیا تھا۔ روانگی کے وقت وہ فرط جذبات سے رونے لگے تو آپ نے اس سریہ کی سربراہی حضرت عبداللہ بن جحش کو سونپ دی۔ چنانچہ یہ انھی کے نام سے موسوم ہوا۔

غزوۂ بدر (۱۷ رمضان ۲ھ، ۱۳ مارچ ۶۲۴ء) کے دن، جسے اللہ تعالیٰ نے یوم فرقان (الانفال ۸: ۴۱) قرار دیا ہے، ۳۱۳ اہل ایمان بدر کے میدان میں پہنچے۔ حضرت عبیدہ بن حارث عمر میں ان سب سے بڑے تھے، پھر بھی سیدالشہدا حضرت حمزہ اور حضرت علی کے ساتھ مل کر قریش سے مبارزت کی۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے مشرک

لیڈروں ـــــ حکیم بن حزام اور عتبہ بن ربیعہ ـــــ نے سریۂ عبداللہ بن جحش میں مارے جانے والے عمرو بن حضرمی کی دیت لے کر مکہ واپس لوٹنے کا مشورہ دیا۔ ابوجہل نے انھیں خوب طعن وتشنیع کی اور عمرو کے بھائی عامر بن حضرمی سے کہا کہ اپنے بھائی کا بین کر کے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرو۔ عتبہ ابن حضرمی کا حلیف تھا، اس لیے اب جنگ کرنے پر مجبور تھا۔ ابن سعد کے بیان کے مطابق اسی اثنا میں عامر نے حضرت عمر کے غلام مہجع کو تیر مارا تو انھوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ایک انصاری حضرت حارثہ بن سراقہ بھی، جو حوض کے پاس کھڑے تھے، مشرکوں کا تیر لگنے سے شہید ہوئے۔

ابن اسحاق اور ابن اثیر کی روایت مختلف ہے، وہ کہتے ہیں کہ مبارزت سے پہلے مشرکین میں سے اسود بن عبدالاسد آگے بڑھا تو سیدنا حمزہ نے اس کی ٹانگ کاٹ ڈالی۔ وہ لڑکھڑا کر پانی کے حوض میں گرا تو انھوں نے دوسرا وار کر کے انجام تک پہنچایا۔ پھر عتبہ جوش میں آیا، سر پر چادر لپیٹی اور اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹے ولید کو لے کر روبرو مقابلے (duel) کے لیے نکل آیا۔ اس کے للکارنے پر انصار کے تین نوجوان حضرت عوف، حضرت معوّذ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ (طبری، ابن اثیر، ابن کثیر) یا معاذ (ابن سعد) آگے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ کیا کہ قریش کا پہلا قتال انصار سے ہو، آپ نے سبقت کرنے والے انصاریوں کو صفوں میں واپس جانے کو کہا۔ ادھر عتبہ نے آواز لگائی: محمد، ہماری قوم قریش میں سے، ہمارے چچیروں، عبدالمطلب کی اولاد سے برابر کے جوڑ بھیجو۔ آپ پکارے: اے بنی ہاشم، اٹھ کر مقابلہ کرو، اٹھو، اے عبیدہ بن حارث، اٹھو، اے حمزہ، اٹھیے، علی، تینوں نکل کر آئے تو اس نے ان کے نام پوچھے، کیونکہ جنگی لباس پہننے کی وجہ سے وہ پہچانے نہ جاتے تھے۔ حضرت حمزہ نے کہا: میں شیر خدا اور شیر رسول حمزہ بن عبدالمطلب ہوں۔ حضرت علی نے کہا: میں بندۂ خدا اور برادر رسول علی بن ابوطالب ہوں۔ حضرت عبیدہ نے کہا: میں حلیف رسول عبیدہ بن حارث ہوں۔ عتبہ بولا: اب برابر کے، صاحب شرف لوگوں سے جوڑ پڑا ہے۔ اولاً، اس نے اپنے بیٹے ولید کو بھیجا، حضرت علی اس کے مقابلے پر آئے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ ولید کا وار خالی گیا، جبکہ حضرت علی نے ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر عتبہ خود آگے بڑھا اور حضرت حمزہ اس کا سامنا کرنے نکلے۔ ان دونوں میں بھی دو ضربوں کا تبادلہ ہوا اور عتبہ جہنم رسید ہوا۔ اب شیبہ کی باری تھی، حضرت عبیدہ بن حارث سے اس کا دوبدو مقابلہ ہوا، دونوں نے ایک دوسرے پر کاری ضربیں لگائیں۔ حضرت عبیدہ کی پنڈلی پر تلوار لگی اور ان کا پاؤں کٹ گیا۔ جنگی روایت کے مطابق حضرت حمزہ اور حضرت علی فاتح ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھی کی مدد کر سکتے تھے۔ دونوں پلٹ کر شیبہ پر پل پڑے، اسے جہنم رسید کیا اور زخمی حضرت عبیدہ کو اس حال میں اٹھا کر لے آئے کہ ان کی ٹانگ کی نلی سے گودا بہ رہا تھا۔ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.org

گیا۔ آپ نے انھیں لٹا دینے کو کہا، حضرت عبیدہ نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ کر پوچھا: یا رسول اللہ، کیا میں نے شہادت نہیں پائی؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ حضرت عبیدہ نے کہا: یا رسول اللہ، مجھے اگر ابو طالب دیکھ لیتے تو جان لیتے کہ میں ان کے کہے اس شعر کا صحیح مصداق ہوں:

ونسلمه حتی نصرع حوله　　ونذهل عن ابنائنا والحلائل

(اصل میں 'لا نسلمه' ہے۔ چونکہ لائے نفی حذف نہیں ہوتا اس لیے 'نسلمه' کا جملہ کسی سابق منفی پر عطف ہو گا اور 'لا' مقدر ماننے کی ضرورت نہ رہے گی۔ شعر کا مفہوم ہوگا، ہم اپنے سالار کو (یہاں مراد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے) دشمنوں کے نرغہ میں نہیں آنے دیتے، یہاں تک کہ اس کے گرد اگرد لڑ کر جان دے دیتے ہیں اور اس جدوجہد میں اپنے بیٹوں اور بیویوں کی حفاظت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ ''سیرت النبی'' میں شبلی نعمانی نے فعل مثبت مان کر یوں ترجمہ کیا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ان کے گرد لڑ کر مر جائیں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیبیوں سے بھلا نہ دیے جائیں)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مورخین کی اکثریت نے جن میں ابن اسحاق، طبری، ابن اثیر اور ابن کثیر شامل ہیں، بیان کیا ہے کہ حضرت حمزہ کا مقابلہ (duel) شیبہ سے ہوا اور حضرت حمزہ نے شیبہ کو جہنم رسید کیا۔ اس طرح عتبہ اور حضرت عبیدہ میں دوبدو جنگ ہوئی، دونوں زخمی ہوئے۔ پھر حضرت علی اور حضرت حمزہ نے مل کر عتبہ کو انجام تک پہنچایا۔ ابن سعد کی روایت اس کے برعکس ہے، ان کا کہنا ہے کہ روبرو مقابلے کے بعد حضرت حمزہ نے عتبہ کو قتل کیا، جبکہ شیبہ نے حضرت عبیدہ کا سامنا کیا۔ یہ روایت منفرد ہونے کے باوجود اس لیے لائق ترجیح ہے کہ اسی جنگ میں ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہ سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کی قسم کھائی، کیونکہ وہ انھی کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اگلے برس جنگ احد میں جب سیدنا حمزہ حبشی غلام وحشی کا نیزہ لگنے کے بعد شہادت سے سرفراز ہوئے تو اسی انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے اس نے ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبا کر اگل دیا۔ سنن ابوداؤد کی روایت ۲۶۶۵ میں ایک تیسری ترتیب مذکور ہوئی ہے۔ سیدنا علی خود روایت کرتے ہیں کہ ''حمزہ عتبہ کی طرف بڑھے اور میں (علی) نے شیبہ کا سامنا کیا۔ عبیدہ اور ولید میں دو ضربوں کا تبادلہ ہوا، دونوں نے ایک دوسرے کو شدید زخمی کر کے گرا دیا۔ پھر حمزہ نے اور میں نے ولید کو قتل کیا اور عبیدہ کو اٹھا لائے۔'' مسند احمد، مسند علی بن ابی طالب (رقم ۹۴۸) میں حضرت علی کے الفاظ میں جنگ بدر کی تفصیل بیان ہوئی ہے، تاہم مبارزت کے ضمن میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

زخمی ہونے کے بعد حضرت عبیدہ نے خود بھی شعر کہے۔ ان میں سے چند پیش خدمت ہیں:

ستبلغ عنا أهل مكة وقعة   يهب لها من كان عن ذاك نائيا

''جلد ہی مکہ والوں کو ہماری طرف سے ایک زبردست معرکے کی خبر ملے گی جسے سننے کے لیے واقعہ سے دور بیٹھا ہوا شخص بھی بیدار ہو جائے گا۔''

بعتبة إذ ولى وشيبة بعده   وما كان فيها بكر عتبة راضيا

''عتبہ کے انجام کے بارے میں جب اس نے شکست کھائی، اس کے بعد شیبہ کے ساتھ بھی یہی ہوا اور اس معرکہ میں عتبہ کے پہلوٹھی ولید کے ساتھ وہ ہوا جو وہ نہ چاہتا تھا۔''

لقيناهم كالأسد نخطر بالقنا   نقاتل في الرحمٰن من كان عاصيا

''ہم نے ان کا شیروں کی طرح سامنا کیا خدائے رحمٰن کی راہ میں ان لوگوں سے لڑتے ہوئے جو اس کے نافرمان تھے۔''

فإن تقطعوا رجلي فإني مسلم   أرجي بها عيشًا من الله دانيا

''اگر تم مشرکوں نے میرا پاؤں کاٹ ڈالا ہے تو کیا؟ میں نے اسلام قبول کر کے اس زندگی کی امید میں سر تسلیم خم کر دیا ہے جو اللہ کی طرف سے جلد ملنے والی ہے۔''

مع الحور أمثال التماثيل أخلصت   مع الجنة العليا لمن كان عاليا

''مجسموں کی مانند ان حوروں کی معیت میں جو اعلیٰ جنت میں خاص اس شخص کو ملیں گی جو مقام بلند پر فائز ہو گا۔''

حضرت علی فرماتے ہیں: ''میں پہلا شخص ہوں گا جو روز قیامت فیصلے کے لیے روز خدائے رحمٰن کے روبرو دوزانو ہو گا۔'' حدیث کے راوی قیس بن عباد کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت 'هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ'، ''یہ (مومن وموحد) دو فریق ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں اختلاف کیا۔'' (الحج ۲۲: ۱۹) ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنھوں نے جنگ بدر میں مبارزت کی، یعنی حضرت حمزہ، حضرت علی، حضرت عبیدہ بن حارث، اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ (بخاری، رقم ۳۹۶۵۔ مسلم، رقم ۷۶۶۵)۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ حضرت علی کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ وہ امت مسلمہ کے مجاہدین میں اولیت رکھتے ہیں، کیونکہ جنگ بدر کے آغاز میں ہونے والی مبارزت تاریخ اسلامی کی پہلی مبارزت تھی جس میں حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ نے حصہ لیا اور حضرت عبیدہ مقام شہادت پر فائز ہوئے۔ اس لحاظ سے حضرت علی کا قول اس آیت کے ایک خاص معنی پر مشتمل ہوا۔ علی الاطلاق صحیح مفہوم وہی ہے جو اہل تفسیر نے بیان کیا۔ مجاہد اور عکرمہ کہتے ہیں کہ کفار و مشرکین نے مسلمانوں سے بعث بعد الموت اور جنت و دوزخ پر جھگڑا کیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اہل کتاب کا اہل ایمان سے نزاع

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

ہوا۔اہل کتاب نے کہا کہ ہمارے نبی تمھارے نبی سے پہلے آئے اور ہماری کتاب تمھاری کتاب سے پہلے نازل ہوئی، اس لیے ہم حق پر ہوئے۔اہل ایمان کا جواب تھا کہ ہماری کتاب نے تمام کتابوں کی شرعی حیثیت ختم کر دی ہے اور ہمارے نبی نے سلسلۂ نبوت کا خاتمہ کر دیا ہے۔اس طرح ہمارا حق پر ہونا ثابت ہو گیا۔

حضرت عبیدہ کے دونوں بھائی — طفیل بن حارث اور حصین بن حارث — بھی جنگ بدر میں شریک تھے۔

حضرت عبیدہ بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر سے لوٹ آئے، لیکن مدینہ نہ پہنچ پائے۔جنگ بدر کے دو دن بعد زخموں کی تاب نہ لا کر مدینہ کے قریب وادی صفراء میں شہادت پائی اور اسی وادی میں ذات اجذال کے مقام پر سپرد خاک ہوئے۔ان کی بھتیجی ہند بنت اثاثہ کے مرثیہ کے الفاظ میں، شرف و سرداری اور عقل و دانش کو صفراء میں دفن کر دیا گیا۔حضرت عبیدہ کی عمر ۶۳ سال ہوئی۔عبیدہ میانہ قد، گندم گوں اور خوب رو تھے۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبیدہ بن حارث کا بہت احترام کرتے تھے۔آپ کے ہاں انھیں ایک مرتبہ حاصل تھا۔ایک مرتبہ آپ اپنے صحابۂ کرام کے ساتھ تاربین کے مقام پر رکے تو صحابۂ کرام نے کہا کہ ہمیں مشک کی خوشبو آ رہی ہے۔آپ نے فرمایا: ایسا ہو سکتا ہے، کیونکہ یہاں ابو معاویہ (عبیدہ بن حارث) کی قبر ہے۔ابن عبدالبر نے ''الاستیعاب'' میں تاربین ہی لکھا ہے، شاید اس سے ثربان مراد ہے جو مدینہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ملل کے مقام پر ایک قصبہ ہے جہاں جنگ بدر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا تھا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ام المومنین زینب بنت خزیمہ جو اپنی غربا پروری کی وجہ سے ام المساکین کہلاتی ہیں، پہلے اپنے چچا زاد جہم بن عمرو کے نکاح میں تھیں، پھر حضرت عبیدہ بن حارث کے بھائی طفیل بن حارث سے ان کی شادی ہوئی۔طفیل نے طلاق دے دی تو حضرت عبیدہ سے ان کا عقد ہوا۔حضرت عبیدہ کی شہادت کے بعد رمضان ۳ھ میں انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔آپ کے پاس آٹھ ماہ کا مختصر عرصہ گزارنے کے بعد حضرت زینب نے وفات پائی، جبکہ ان کی عمر تیس برس تھی۔ابن اثیر کا بیان ہے کہ حضرت زینب بنت خزیمہ حضرت عبیدہ بن حارث کے بجائے حضرت عبداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں۔

معاویہ، عون، منقذ، حارث، محمد اور ابراہیم عبیدہ کے بیٹے تھے، جبکہ ریطہ، خدیجہ، سخیلہ اور صفیہ ان کی بیٹیاں تھیں۔ابن سعد کے مطابق ان دس بچوں کی ولادت مختلف باندیوں (امہات اولاد) کے بطن سے ہوئی۔ان کی اہلیہ حضرت زینب بنت خزیمہ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح (بخاری)، تاریخ الامم

والملوک (طبری)، دلائل النبوۃ (بیہقی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک و الامم (ابن جوزی)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، فتح الباری (ابن حجر)، الامین صلی اللہ علیہ وسلم (رفیق ڈوگر)، Wikipedia۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com